کون تھیں؟ کہاں چلی گئیں؟

ڈاکٹر شاہد مسعود

جرم تو صرف اتنا تھا کہ وہ معاشرے سے بدکاری کے خاتمے کا عزم لیے...... باہر نکلیں اور ایک قحبہ خانہ چلاتی عورت کو سبق سکھانے اپنے ساتھ لے آئیں اور دو تین روز بعد اسے برقعہ پہنا کر...... توبہ کروا کے چھوڑ دیا......!! پھر ایک مالش کے مرکز جا پہنچیں اور وہاں جسم فروشی کرتی خواتین کو اپنے ہمراہ لا کر خوب جھاڑ پلائی...... اور پھر نصیحت کے بعد روانہ کر دیا!! ڈنڈے لے کر گھومتیں، مگر کسی کا سر نہ پھاڑا!!!

اس وطنِ عزیز میں جہاں حکمرانوں اور طاقت وروں میں سے ہر دوسری شخصیت کسی لینڈ مافیا سے وابستہ ہے۔ وہ مسجد شہید ہونے کے بعد پڑوس کی ایک لائبریری پر جا دھمکیں!! روشن خیال، خوش حال، خوش پوش دارالحکومت کی عظیم الشان کوٹھیوں کے درمیان، جن کی اکثریت رات گئے شراب و شباب کی محفلیں اپنے عروج پر دیکھا کرتی ہے...... ایک کونے میں یہ معصوم، سادہ، حجاب میں ملبوس، پاکیزہ روحیں...... تلاوتِ قرآن پاک میں مگن رہتیں!! کون تھیں؟ کہاں چلی گئیں؟ میں جب ان سے ملا تو ان کے لہجے میں عجیب اکتاہٹ اور محرومیت کا احساس ہوا!! آنکھوں میں اداسیت۔ معاشرے سے شکایت اور بیزاری!! سونے کے کنگنوں سے محروم کلائیوں اور نیل پالش سے محروم ہاتھوں میں ڈنڈے، اس بے کسی کا اظہار تھے...... جو غریب سادہ لوح گھرانوں کی ان شریف اور باکردار بچیوں کی آنکھوں سے بھی کراہ رہی تھی!! ان کے طرزِ عمل سے ذرا سا اختلاف کرنے کی گستاخی ہوئی تو سب الجھ پڑیں!!

"شاہد بھائی آپ کو کیا پتا؟"، "ڈاکٹر صاحب!! آپ نہیں جانتے!! کسی آیت کا حوالہ...... کسی حدیث کی دلیل...... سب ایک ساتھ بل پڑیں!" "آپ کو پتہ ہے امریکہ میں کیا ہو رہا ہے؟"، "یہ یہودیوں کی سازش ہے!!"، "ہمارے دشمنوں کی چال ہے......!!"، "صلیبی جنگ ہے" وغیرہ وغیرہ!

میں بڑی مشکل سے انہیں اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بعد...... چپ کروانے میں کامیاب ہو سکا!! ان کی نگراں ام حسان نے اسی دوران بتایا کہ "یہ طالبات ایک عرصے سے یہاں آئے مرد مہمانوں سے گفتگو نہیں کرتیں، لیکن آپ سے ملنے کے لیے ان کی ضد تھی!!"

میں نے خاموشی مناسب تصور کرتے ہوئے، ان کی گفتگو سننے میں عافیت تصور کی!!!

یہ میرے لیے ایک مختلف دنیا تھی!! شاید یہ فیشن زدہ جدیدیت کی دلدل میں ڈوبی، ٹی شرٹ جینز میں ملبوس خوش

شکل لڑکیوں کو...... ہر روز...... اتنے چھوٹے تاریک کمروں کے روشن دانوں سے جھانک کر...... باہر سڑکوں پر ڈرائیونگ کرتا دیکھتی ہوں!!۔ممکن ہے قریبی بازار تک آتے جاتے......ان کے کانوں تک بھی دلفریب نغموں کی تھاپ پہنچتی ہوگی!! کچی عمروں میں یقیناً ان کی آنکھیں بھی خواب دیکھتی ہوں گی!!ان کا دل بھی کبھی اچھے رشتوں کی آس میں دھڑکتا ہوگا!!ان کا بھی عید پر نئے کپڑے سلوانے...... ہاتھوں میں حنا سجانے اور چوڑیاں پہننے کو جی للچاتا ہوگا!!لیکن آرزوئیں، خواہشات اور تمنائیں ناکام ہوکر برقعوں کے پیچھے اس طرح جا چھپیں کہ پھر نہ چہرے رہے...... نہ شناخت!! صرف آوازیں تھیں...... جواب تک میرے کانوں میں گونجتی ہیں!!ان ہی میں ایک چھوٹی بچی۔یہی کوئی آٹھ دس برس کی...... حجاب میں اس طرح ملبوس تھی کہ صرف چہرہ کھلا ہوا تھا۔گفتگو سے مکمل ناواقفیت کے باوجود مسلسل ہنسے جاتی تھی کہ شاید یہی...... مباحثہ اس کی تفریح کا سبب بن گیا تھا!!بیٹی آپ کا نام کیا ہے......؟'' میرے سوال پر پٹ سے بولی ''اسما...... انکل!'' پیچھے کھڑی ہوئی اس کی بڑی بہن نے سر پر چپت لگائی''انکل نہیں...... بھائی بولو......'' خدا جانے اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی کہ چھوٹے قد کے فرشتے نے اس پر بھی قہقہہ لگا کر دہرایا''جی بھائی جان!!'' آپ کیا کرتی ہیں؟'' جواب عقب میں کھڑی بہن نے دیا''حفظ کر رہی ہے بھائی''اور بھی کچھ پڑھ رہی ہیں؟''''میں نے پوچھا۔''''جی ہاں! کہتی ہے بڑی ہوکر ڈاکٹر بنے گی!!بہن نے جو کہ ہی کچھ پندرہ سولہ برس کی مکمل حجاب میں ملبوس تھی، جواب دیا۔'' آپ دو بہنیں ہیں'' میں نے سوال کیا۔

''جی ہاں، بھائی!'' بڑی بہن نے اسما کو آغوش میں لیتے ہوئے کہا۔''تین بھائی گاؤں میں ہیں۔ہم بٹہ گرام سے ہیں نا!!کھیتی باڑی ہے ہماری''

میں جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں ایک پروگرام کی ریکارڈنگ کے سلسلے میں موجود تھا۔طالباتِ اور عبدالرشید غازی صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے بچیوں کو خدا حافظ کہہ کر غازی صاحب کے ساتھ ان کے حجرے کی طرف قدم بڑھایا تو ننھی اسما پیچھے بھاگتی ہوئی آئی،''بھائی جان! آٹوگراف دے دیں!''''ہانپ رہی تھی، میرا نام اسما اور باجی کا نام عائشہ ہے!'' میں نے حسب عادت دونوں کے لیے طویل العمری کی دعا لکھ دی!! آگے بڑھا تو ایک اور فرمائش ہوئی ''بھائی جان! اپنا موبائل نمبر دے دیں۔آپ کو تنگ نہیں کروں گی!'' نہ جانے کیوں میں نے خلافِ معمول بچی کو اپنا موبائل نمبر دے دیا۔اس کی آنکھیں، جیسے چمک اٹھیں......اسی دوران غازی صاحب نے میرا ہاتھ کھینچا......''ڈاکٹر صاحب یہ تو ایسے ہی تنگ کرتی رہے گی، کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اور عبدالعزیز صاحب...... آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

بچی واپس بھاگ گئی اور میں مدرسے کے اندر تنگ گلیوں سے گزرتا...... عقب میں غازی صاحب کے حجرے تک جا پہنچا۔جہاں انہوں نے کہا''ڈاکٹر صاحب ایک زحمت!!والدہ بھی آپ کو دعا دینا چاہتی ہیں......!'' کھانا ہم نے فرش پر دسترخوان بچھا کر کھایا اور اس دوران عبدالعزیز صاحب بھی......ساتھ شامل ہوگئے......بات چیت ہوتی رہی اور جب میں نے رخصت چاہی، تو انہوں نے اپنی کتابوں کا ایک سیٹ عطیہ دیتے ہوئے دوبارہ آنے کا وعدہ لیا۔اور پھر دونوں بھائی...... جامعہ کے دروازے تک چھوڑنے اس وعدے کے ساتھ آئے کہ میں دوبارہ جلد واپس آؤں گا۔

حقیقت یہ ہے کہ میں دونوں علما کا استدلال سمجھنے سے مکمل قاصر رہا!!چند مسلح نوجوان ادھر اُدھر گھوم رہے تھے......

مصافحہ تو کیا، لیکن گفتگو سے اجتناب کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا! لیکن دروازے سے باہر قدم رکھتے ہی شیطان کی خالہ، اسما اچھل کر پھر سامنے آ گئی، ''بھائی جان میں آپ کو فون نہیں کروں گی، وہ کارڈ باجی کے پاس ختم ہو جاتا ہے نا۔ ایس ایم ایس کروں گی...... جواب دیتے رہیے گا...... پلیز بھائی جان!!'' اس کی آنکھوں میں معصومیت اور انداز میں شرارت کا امتزاج تھا......''

''اچھا بیٹا!! ضرور...... اللہ حافظ' جاتے جاتے پلٹ کر دیکھا تو بڑی بہن بھی روشن دان سے جھانک رہی تھی کہ یہی دو بہنوں کی کل دنیا تھی!! کون تھیں؟ کہاں چلی گئیں؟

جو احباب میری ذاتی زندگی تک رسائی رکھتے ہیں، وہ واقف ہیں کہ میں خبروں کے جنگل میں رہتا ہوں!! دن کا بیشتر حصہ اخبارات، جرائد اور کتابوں کے اوراق میں دفن گزارتا ہوں!! چنانچہ گزرے تین ماہ کے دوران بھی جہاں چیف جسٹس کا معاملہ پیچیدہ موڑ اختیار کرتا...... ان میں الجھائے رہنے کا سبب بنا، وہیں یہ مصروفیات بھی اپنی جگہ جاری رہیں۔ لیکن اس تمام عرصے، میں وقفے وقفے سے مجھے ایک گمنام نمبر سے ایس ایم ایس موصول ہوتے رہے!! عموماً قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ یا کوئی حدیثِ مبارکہ...... یا پھر کوئی دعا...... رومن اردو میں...... اور آخر میں بھیجنے والے کا نام...... ''آپ کی چھوٹی بہن اسما۔

یہ سچ ہے کہ ابتدا میں مجھے یاد ہی نہیں آیا کہ بھیجنے والی شخصیت کون ہے؟ لیکن پھر ایک روز پیغام میں یہ لکھا آیا کہ ''آپ دوبارہ جامعہ کب آئیں گے؟'' تو مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی چھوٹی نٹ کھٹ...... حجاب میں ملبوس بچی ہے...... جس سے میں جواب بھیجنے کا وعدہ کر آیا تھا!! میں نے فوراً جواب بھیجا، بہت جلد!! جواب آیا ''شکریہ بھائی جان!''

میں اپنے موبائل فون سے پیغام مٹاتا چلا گیا تھا، چنانچہ چند روز قبل جب لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر فوجی کارروائی کا اعلان ہوا تو میں نے بے تابی سے اپنے فون پر اس بچی کے بھیجے پیغامات تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن بدقسمتی سے، میں سب مٹا چکا تھا، امید تھی کہ اسما بڑی بہن کے ساتھ نکل گئی ہوگی! لیکن پھر بھی بے چینی سی تھی!! کوئی آیت، حدیث، دعا بھی نہیں آ رہی تھی! اس تصور کے ساتھ خود کو تسلی دی کہ ان حالات میں، جب گھر والے دور گاؤں سے آ کر...... دونوں کو لے گئے ہوں گے، تو افراتفری میں پیغام بھیجنے کا موقع کہاں؟؟

جب بھی اعلان ہوتا کہ ''آج رات کو عسکری کارروائی کا آغاز ہو جائے گا!!'' ''فائرنگ، گولہ باری کا سلسلہ شروع''، ''مزید طالبات نے خود کو حکام کے حوالے کر دیا'' ''ابھی اندر بہت سی خواتین اور بچے ہیں'' ''یرغمال بنا لیا گیا ہے'' وغیرہ وغیرہ...... تو میری نظر اپنے موبائل فون پر اس خواہش کے ساتھ...... چلی جاتی کہ کاش!! وہ پیغام صرف ایک بار پھر آ جائے...... میں نے جسے کبھی محفوظ نہ کیا!! کون تھیں؟'' کہاں چلی گئیں؟

آٹھ جولائی کی شب اچانک ایک مختصر ایس ایم ایس موصول ہوا! ''بھائی جان کارڈ ختم ہو گیا، پلیز فون کریں۔'' میں نے اگلے ہی لمحے رابطہ کیا، تو میری چھوٹی...... پیاری اسما زاروقطار رو رہی تھی ''بھائی جان، ڈر لگ رہا ہے! گولیاں چل رہی ہیں! میں مر جاؤں گی!'' ''بہن نے فون سنبھال لیا، آپ دونوں فوراً باہر نکلیں...... معاملہ خراب ہو رہا ہے...... کہیں تو میں کسی سے بات کرتا ہوں کہ آپ دونوں کو حفاظت سے باہر نکالیں......'' دھماکوں کی آوازیں گونج رہی

تھیں!! مجھے احساس ہوا کہ بڑی بہن نے اسما کو آغوش میں چھپا رکھا ہے، لیکن چھوٹی پھر بھی بلک رہی ہے...... رو رہی ہے......!''

بھائی وہ ہمیں کیوں ماریں گے؟؟ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں!! وہ بھی کلمہ گو ہیں!!! اور پھر ہمارا جرم ہی کیا ہے؟ آپ تو جانتے ہیں بھائی! ہم نے تو صرف باجی شمیم کو سمجھا کر چھوڑ دیا تھا۔ چینی بہنوں کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔

بھائی!! یہ سب ان کی سیاست ہے...... ہمیں ڈرا رہے ہیں،'' بہن پر اعتماد لہجے میں بولی......!!''

دیکھیں! حالات برے ہیں!! میں بتا رہا ہوں...... آپ فوراً نکل جائیں...... خدا کے لیے!'' مجھے احساس ہوا کہ میں گویا...... انہیں حکم دے رہا ہوں!''

''بھائی آپ یوں ہی گھبرا رہے ہیں!! غازی صاحب بتا رہے تھے کہ یہ ہمیں جھکانا چاہ رہے ہیں...... باہر کچھ بھائی پہرہ بھی دے رہے ہیں! کچھ بھی نہیں ہوگا، آپ دیکھیے گا...... اب فوج آ گئی ہے نا!! یہ بدمعاش پولیس والوں کو یہاں سے بھگا دے گی!! آپ کو پتہ ہے...... فوجی تو کٹر مسلمان ہوتے ہیں...... وہ ہمیں کیوں ماریں گے...... ہم کوئی مجرم ہیں...... کوئی ہندوستانی ہیں...... کافر ہیں...... کیوں ماریں گے، وہ ہمیں......!!'' بہن کا لہجہ پر اعتماد تھا...... اور وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہ تھی۔ ''ڈاکٹر بھائی مجھے تو ہنسی آ رہی ہے کہ آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں!! آپ کو تو پتہ ہے کہ یہ سلسلہ'' اسی طرح چلتا رہتا ہے! یہ اسما تو یوں ہی زیادہ ڈر گئی ہے اور ہاں آپ کہیں، ہم بہنوں کا نام نہ لیجیے گا۔ ایجنسی والے بٹہ گرام میں ہمارے والد، والدہ اور بھائیوں کو پکڑ لیں گے! سب ٹھیک ہو جائے گا بھائی! وہ ہمیں کبھی نہیں ماریں گے!''

میں نے دونوں کو دعاؤں کے ساتھ فون بند کیا اور نمبر محفوظ کر لیا۔ اگلے روز گزرے کئی گھنٹوں سے مذاکرات کی خبریں آ رہی تھیں اور میں حقیقتاً گزرے ایک ہفتے سے جاری اس قصے کے خاتمے کی توقع کرتا، ٹی وی پر مذاکرات کو حتمی مراحل میں داخل ہوتا دیکھ رہا تھا کہ احساس ہونے لگا کہ کہیں کوئی گڑبڑ ہے۔ میں نے چند شخصیات کو اسلام آباد فون کر کے اپنے خدشے کا اظہار کیا کہ معاملہ بگڑنے کو ہے، تو جواباً ان خدشات کو بلا جواز قرار دیا گیا، لیکن وہ درست ثابت ہوئے اور علما کے وفد کی ناکامی اور چودھری شجاعت کی پریس کانفرنس ختم ہوتے ہی وہ عسکری کارروائی شروع ہو گئی جس کی قوت کے بارے میں، موقع پر موجود ایک سرکاری افسر کا بیان تھا'' لگتا ہے پوری بھارتی فوج نے چھوٹے ملک بھوٹان پر چڑھائی کر دی ہے'' فائرنگ...... دھماکے...... گولہ باری...... شیلنگ...... جاسوس طیارے...... گن شپ ہیلی کاپٹرز...... خدا جانے کیا کچھ!!! اور پھر باقاعدہ آپریشن شروع کر دینے کا اعلان۔ اس دوران عبدالرشید غازی سے بھی ایک بار ٹی وی پر گفتگو کا موقع ملا...... اور پھر پتہ چلا کہ ان کی والدہ آخری سانسیں لے رہی ہیں!!! اور تبھی صبح صادق فون پر ایس ایم ایس موصول ہوا'' پلیز کال'' یہ اسما تھی!!

میں نے فوراً رابطہ کیا تو دوسری طرف چیخیں...... شور شرابہ...... لڑکیوں کی آوازیں'' ہیلو...... اسما بیٹی! ہیلو'' خدا جانے وہاں کیا ہو رہا تھا'' ہیلو بیٹی آواز سن رہی ہو'' میں پوری قوت سے چیخ رہا تھا۔'' بات کرو کیا ہوا ہے''

وہ جملہ...... آخری سانسوں تک میری سماعتوں میں زندہ رہے گا، ایک بلک بلک کر روتی ہوئی بچی کی رک رک آتی آواز'' باجی مر گئی...... مر گئی ہے باجی...... '' اور فون منقطع ہو گیا!!! اسٹوڈیوز سے کال آ رہی تھی کہ میں صورتحال پر تبصرہ

کروں، لیکن میں بار بار منقطع کال ملانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا!! کچھ کہنے یا سننے کی ہمت نہ تھی۔ کسی کمانڈو جیسی طاقت، اعجاز الحق جیسی دیانت اور طارق عظیم جیسی صداقت نہ ہونے کے باعث مجھے ٹی وی پر گونجتے ہر دھماکے میں بہت سی چیخیں۔ فائرنگ کے پیچھے بہت سی آہیں اور گولہ باری کے شور میں ''بھائی جان! یہ ہمیں کیوں ماریں گے؟'' کی صدائیں سنائی دے رہی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے کمروں میں دھواں بھر گیا ہوگا اور باہر فائرنگ ہو رہی ہوگی۔ بہت سی بچیاں تھیں...... فون نہیں مل رہا تھا...... پھر عمارت میں آگ لگ گئی اور میں اسما کو صرف اس کی لاتعداد دعاؤں کے جواب میں، صرف ایک الوداعی دعا دینا چاہتا تھا...... ناکام رہا۔ فجر کی اذانیں گونجنے لگیں تو وضو کرتے ہوئے میں نے تصور کیا کہ وہ جو سیاہ لباس میں ملبوس مجھ سے خواہ مخواہ بحث کر رہی تھیں...... اب سفید کفن میں مزید خوبصورت لگتی ہوں گی!، جیسے پریاں۔

فحبہ خانوں کے سرپرستوں کو نوید ہو کہ اب اسلام آباد پُر سکون تو ہو چکا ہے، لیکن شاید اداس بھی! اور یہ سوال بہت سوال کی طرح ساری عمر میرا بھی پیچھا کرے گا کہ وہ کون تھیں؟ کہاں چلی گئیں؟ (دونوں مرحوم بچیوں سے وعدے کے مطابق ان کے فرضی نام تحریر کر رہا ہوں)

☆☆☆

''آپریشن خاموش'' جس نے لال مسجد کے میناروں، وہاں نماز و اذان اور ملحقہ جامعہ حفصہ میں تلاوت قرآن حکیم کی خوش الحان آواز کو خاموش کرا دیا ہے، نت نئے سوالوں کو جنم دے رہا ہے۔ مسجد کے گنبد پر دراڑیں نمودار ہو گئی ہیں، اس کا بیرونی حصہ نذرِ آتش ہو گیا ہے، جب کہ جامعہ کا ڈھانچہ خطرناک حد تک ہل گیا ہے۔

تین جولائی کو آپریشن شروع ہونے کے بعد جمعرات کو پہلی مرتبہ صحافیوں کو اس جڑواں کمپلیکس کا دورہ کرایا گیا اور اس کے وہ حصے دکھائے گئے، جو اس کے موجودہ قابضین، سیکیورٹی فورسز دکھانے کے لیے آمادہ تھے، پاکستان کی مسلح افواج کے ترجمان میجر جنرل وحید ارشد نے اس دورے میں صحافیوں کو آپریشن کی روداد سے آگاہ کیا۔ صحافی نو دن تک اس ہولناک آپریشن کی خبریں دیتے رہے، لیکن عملی طور پر انہیں جامعہ حفصہ اور مسجد کے در و دیوار اس عرصے میں پہلے دن دیکھنے کا موقع مل رہا تھا، اس کا سبب حکومت کے دانشمندانہ ہتھکنڈے ہیں، جن کی وجہ سے اخبار نویسوں کو آپریشن کا شور سننے کا تو خوب موقع ملا، لیکن وہ اس کا منظر، یا اس کی جھلک دیکھنے سے معذور رہے۔ صحافیوں کو جامعہ کی پہلی اور دوسری منزل کے بعض کمرے دکھانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ انہیں مسجد کے الگ حصے میں بھی نہیں جانے دیا گیا۔ وفاقی وزرا، یکے بعد دیگرے کمپلیکس کے فاتحانہ دورے کراتے رہے، جہاں ماحول سوگ میں ڈوبا تھا۔ (رپورٹ)